محمد عمر فاروق

نظریاتی استحکام کی ضرورت

وفاقی وزیر مذہبی امور راجہ محمد ظفر الحق نے ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ "پاکستان دنیا کی ساتویں ایٹمی قوت بن گیا ہے۔ اب ہمیں نظریاتی استحکام کی ضرورت ہے"۔ محترم راجہ ظفر الحق کا ارشاد بالکل بجا ہے۔ کیونکہ اللہ کے فضل و کرم سے ڈیٹرنٹ پاور حاصل کرنے کے بعد پاکستان کا دفاع ناقابلِ تسخیر ہو چکا ہے۔ اب کوئی دشمن ملکی سرحدیں پار کرنے کی بابت سوچ بھی نہیں سکتا۔ لیکن کفریہ طاقتوں نے مسلمانوں کو نظریاتی طور پر تباہ کرنے کے لیے کئی ذرائع استعمال کر رکھے ہیں۔ جن کے ذریعے وہ اپنے مطلوبہ مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ دنیا میں دو ہی ملک پاکستان اور اسرائیل ایسے ہیں جن کی تشکیل ایک خاص نظریے کے تحت ہوئی ہے۔ پاکستان کی نظریاتی اساس اسلام اور اسرائیل کی بنیاد صیہونیت پر ہے۔ پاکستان خالصتاً ایک نظریاتی ملک ہونے کی وجہ سے غیر مسلم قوتوں کی آنکھوں میں خار بن کر کھٹکتا ہے۔ اس لیے ان کا سارا زور اسی نکتے پر صرف ہو رہا ہے کہ کسی طرح پاکستان کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا جائے۔ امریکہ شیطانی طاقتوں کا سرپرست ہے۔ جس کی قیادت میں عالمِ اسلام اور بالخصوص پاکستان کے خلاف ان کی سازشیں عروج پر پہنچ گئی ہیں۔

قانون توہین رسالت کی سب سے زیادہ مخالفت امریکہ نے کی ہے۔ کیونکہ اسے بخوبی علم ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک اپنی جان و مال اور اولاد سے بھی ہزاروں گنا بڑھ کر محترم اور محبوب ہستی جناب محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ جس کی خاطر مسلمان ہر انتہائی قدم اٹھا سکتے ہیں اور یہ ذات گرامی ہی مسلمانوں کی اجتماعیت اور مرکزیت کی اصل بنیاد ہے۔ جس نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرو رکھا ہے۔ امریکہ اور اس کے ہمنوا بدستور یہ چاہتے ہیں کہ امت مسلمہ کے دلوں سے اسلام اور نبوت کے مقام کی عظمت اور اہمیت کو غیر محسوس طریقے سے آہستہ آہستہ کم کر دیا جائے۔ تاکہ ان کی اجتماعیت کے "نیوکلئیس" کو توڑا جا سکے۔ اس کے لیے انہوں نے مختلف این جی اوز کے ذریعے نوجوان نسل کو دین سے دور کرنے کے لیے مخلوط سوسائٹی تشکیل دینے، مذہب کو اجتماعی کی بجائے ہر فرد کا ذاتی معاملہ، ڈانس پارٹیوں اور ڈرامیٹک کلبوں کو تفریح اور کلچر قرار دینے کے لیے زور و شور سے کام شروع کر رکھا ہے۔

دوسری سطح پر فرقہ واریت کے ذریعے اجتماعی قوت کو تقسیم کیا جا رہا ہے۔ بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث کی تفریق امت واحدہ کے انتشار و افتراق کے نشان ہیں۔ سنی اور شیعہ صدیوں سے اسی سرزمین پر بس رہے ہیں ان کے درمیان اختلافات کی نوعیت اصولی ہے۔ ایرانی انقلاب کے بعد ان کے مابین فسادات کی شدت میں اضافہ ضرور ہوا۔ لیکن ان دنوں حالیہ قتل و غارت گری کے واقعات میں حکومت ایک ایسے تخریبی گروہ کا کھوج لگانے میں کامیاب ہوئی ہے جس نے اپنے ارتدادی حربوں سے توجہ ہٹانے کے لیے سنی شیعہ کشیدگی میں گھناؤنا کردار ادا کیا ہے۔ وفاقی وزیر راجہ ظفر الحق نے اپنے ایک انٹرویو میں انکشاف کیا کہ "حالیہ سنی شیعہ فرقہ وارانہ فسادات میں وہ پس پردہ ہاتھ کار فرما ہے۔ جسے ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی نے غیر مسلم قرار دیا تھا" حقیقتاً یہ استعماری گروہ بیرونی آقاؤں کے اشارے پر پاکستان میں آگ و خون کا کھیل کھیل رہا ہے جس کا سر کچلنا حکومت کا اوّلین فرض ہے۔

آجکل نجم سیٹھی جیسے غیر ملکی ایجنٹوں کی گرفتاری پر انسانی حقوق کی تنظیموں اور خود امریکہ کی طرف سے بڑا واویلا کیا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ امریکی جریدے "ٹائم" نے چند روز پہلے پورا صفحہ نجم سیٹھی کے لیے وقف کیا۔ آخر نجم سیٹھی

یلدم ایسا اہم اور عظیم صحافی کیونکر بن گیا ہے۔ جس کی گرفتاری سے صحافت خطرے میں پڑ گئی ہے۔ یہاں تک کہ ۱۱، مئی ۱۹۹۹ء کو لاہور میں نجم سیٹھی کی حمایت میں نکالے جانے والے جلوس میں امریکی قونصلیٹ اور امریکن سنٹر کے ڈائریکٹر نے بھی شرکت کی۔ بلکہ پاکستان میں امریکہ کے سفیر ولیم بی مائیلم نے یہ دھمکی دی ہے کہ اگر نجم سیٹھی کو رہا نہ کیا گیا تو صدر کلنٹن کا دورۂ پاکستان ملتوی ہو سکتا ہے۔ یہ حقیقت تو انگریزی روزنامے "دی نیوز" اسلام آباد میں ملک محمد حنیف نے کھولی ہے کہ "فرائی ڈے ٹائمز کے چیف ایڈیٹر نجم سیٹھی اور خالد احمد دونوں قادیانی ہیں۔" اگر نجم سیٹھی نے ہندوستان کی حمایت میں زبان کھولی ہے تو یہ نئی بات نہیں ہے۔ کیونکہ قادیانی ہمیشہ سے اکھنڈ بھارت کے حامی رہے ہیں۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد اس استعماری گروہ نے بلوچستان پر شب خون مارنے کی پہلی سازش کی۔ جیسا کہ جسٹس (ر) محمد منیر نے لکھا ہے کہ "مرزا بشیر الدین محمود نے کوئٹہ میں اشتعال انگیز تقریر کی۔ جس میں انہوں نے بلوچستان کے صوبے کی پوری آبادی کو احمدی بنا لینے اور اس صوبے کو مزید جدوجہد کے مرکز کی حیثیت سے استعمال کرنے کی علی الاعلان حمایت کی۔ تاکہ ۱۹۵۲ء کے آخر تک پوری مسلم آبادی احمدیت کی آغوش میں آ جائے۔" (منیر انکوائری رپورٹ صفحہ ۲۸۰) مگر محب وطن رہنماؤں کی محنت سے استعمار کی سازش ناکام ہو گئی۔ پھر دوسری مرتبہ بھٹو دور میں نجم سیٹھی نے بلوچستان میں امریکہ کے کہنے پر پاکستان کے خلاف مسلح بغاوت میں حصہ لیا اور انہیں گرفتار کر کے مقدمہ چلایا گیا۔ لیکن بعد میں جنرل ضیاء الحق کے دور میں امریکی دباؤ پر انہیں بری کر دیا گیا۔

اگر ملک کی نظریاتی قوتیں بروقت اقدامات نہ کرتیں تو پاکستان بیرونی سازشوں کے طوفان سے نہ نکل سکتا۔ اب صیہونی لابی نے لٹریچر اور عریاں فلموں کے ذریعے پاکستان پر یلغار کر رکھی ہے۔ جس کے تباہ کن اثرات کا ہی نتیجہ ہے کہ نوجوانوں میں اخلاقی پستی اور مذہب بیزاری کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ غیر ملکی ثقافت کی درآمد اور اس کی بے جا تقلید اسلامی تشخص پر کاری وار کر رہی ہے۔ قومی اور دینی شناخت ہی پہچان کا اصل ذریعہ ہوتی ہے۔ جسے مٹا دیا جائے تو قوم اندھی، بہری اور گونگی ہو کر رہ جاتی ہے پھر جس کا جی چاہے، تر نوالہ سمجھ کر اسے ہضم کر لے۔ کیونکہ مزاحمت اور رد عمل کا اظہار تو صرف زندہ قومیں ہی کیا کرتی ہیں۔

قانون کی عملداری ہوتی تو کسی کو توہین رسالت کے ارتکاب کی جرأت نہ ہوتی۔ نجم سیٹھی پاکستان کو "ناکام ریاست" نہ کہہ سکتا، اور سندھ ہائیکورٹ کا جسٹس شائق عثمانی قرآن مجید کے واضح اور غیر مبدل احکامات کی تبدیلی کے مطالبے کی جرأت نہ کر سکتا۔ یہ واقعات اس امر کا کھلا ثبوت ہیں کہ حکومت کی غفلت اور بے پروائی کی وجہ سے اسلام اور پاکستان کے نظریاتی دشمن بے دھڑک اور بے خطر خدائی احکامات کا برسر عام مذاق اڑا رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو مذہبی تشکیک کی جانب دھکیل رہے ہیں۔ نظریاتی پختگی ہی قوموں کی زندگی میں روح کی مانند ہوتی ہے۔ عرب شیخ اسامہ بن لادن جذبۂ جہاد سے سرشار وجود کا نام ہے۔ جس کے مٹھی بھر جاں نثاروں نے امریکی اور صیہونی قوتوں کو دنیا بھر میں تگنی کا ناچ نچا رکھا ہے اور اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ان مجاہدین اسلام نے اپنی نظریاتی شناخت کو مٹنے نہیں دیا۔ اس لیے ان کے متحرک و مضطرب وجود عقیدتوں کا مرکز بن گئے ہیں۔

پاکستان آج جن نازک حالات سے گزر رہا ہے۔ اسے نظریاتی استحکام کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ کیونکہ دشمن نے اپنا پینترا بدل دیا ہے۔ وہ نظریاتی بنیادوں کو مسمار کرنے کے لیے حملہ زن ہے۔ اور اس کے لیے بھاری رقوم اور وسائل استعمال میں لائے جا رہے ہیں۔ میڈیا ان کا خاص ہدف ہے۔ جس کے ذریعے دشمن وسعت قلبی، روشن خیالی، اور جدیدیت کے خوشنما الفاظ و تراکیب کے پردے میں ہماری نظریاتی بنیادیں منہدم کرنا چاہتا ہے۔ اگر ہمارے ارباب اختیار نے بروقت بیداری سے کام نہ لیا اور قوم کی تعمیر اسلامی تہذیب کے ابدی اصولوں پر نہ کی تو کوئی قوت ہمیں بحیثیت قوم بے موت مرنے سے بچا نہ سکے گی۔